شذرات

مَوْتُ العَالِمِ مَوْتُ العَالَمِ

کسی انسان کا اس دنیا میں آنا اصل میں اُخروی زندگی کے سنوارنے کے لیے ہوتا ہے اس لیے دنیا کو آخرت کی کھیتی کہا گیا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں کوئی انسان رحلت نہ کرتا ہو۔ جو یہاں آئے گا اس کو آخرت کا سفر ناگزیر ہے۔ لیکن موت کی مجبوری کے ساتھ کچھ بزرگ اور احباب ایسے ہوتے ہیں جن کی جدائی اور رحلت پر دل کا جلنا اور آنسو کا بہنا اضطراری ہوتا ہے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

القلبُ من فرقة الخلان يحترق　　والدمع كالدر فى الخدين يستبق

یعنی "دوستوں کی فرقت اور جُدائی سے دل جل رہا ہے اور آنسو موتی کے دانوں کی طرح گالوں پر بہہ رہے ہیں۔"

اس ماہ کا بڑا سانحہ حضرت مولانا محمد مدنی کا انتقال ہے۔ مولانا موصوف، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کے سندھ میں آخری تلامذہ میں سے تھے، جنھوں نے اپنی ساری زندگی اسلام کے لیے وقف کردی تھی۔ آپ کی پیدائش ۱۸۹۶ء میں ضلع حیدرآباد کی تحصیل ہالا میں ایک ہندو کے گھر میں ہوئی۔ نو برس کی عمر میں ان کے والد کی وفات ہوئی اور وہ اپنے آپ کو شاہ عبداللطیف بھٹائی کا فقیر کہلاتا تھا۔ والد کے سایۂ عاطفت کے اترنے کے بعد کچھ عرصہ والدہ کے زیرِتربیت رہے، جب وہ بھی وفات کرگئی تو ماموں نے آپ کو پالا۔ تیرہ برس کی عمر میں

ان کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی اور یہ بھی کسی کی تبلیغ سے نہیں بلکہ اسکول میں اسلام پر سندھی کی کتابوں کے مطالعہ سے ان کو یہ ہدایت حاصل ہوئی کہ مخفی طور پر نماز پڑھنا بھی شروع کر دیا۔ ایک دن کسی ہندو لڑکے نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا جس نے جاکر ان کے ماموں اور دوسرے رشتہ داروں کو بتایا جنھوں نے اس معصوم بچے کو بانس کی لکڑی سے ایسا مارا کہ لکڑی ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد یہ بچہ اپنے رشتہ داروں کو خیرباد کہہ کر بھاگ نکلا اور عمرکوٹ سندھ پہنچا۔ وہاں سے کچھ حاجی بمبئی جارہے تھے، ان کے ساتھ روانہ ہوکر مدینہ منورہ پہنچا اور وہاں پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ شریف حسین کی گورنری کا زمانہ تھا اور عرب میں ترکوں کی حکومت تھی۔

ایک مرتبہ شریف حسین کے صاحبزادے فیصل نے مولانا مدنی سے مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں امتحان لیا تھا، وہ اتنے متاثر ہوگئے کہ آپ کو مکہ مکرمہ ساتھ لے گئے اور وہاں شیخ الاسلام مکہ کی تربیت اور تعلیم کے ماتحت رکھ دیا۔ اس طرح مولانا مدنی برابر دو سال مکہ مکرمہ میں تعلیم لیتے رہے۔ اور پھر مدینہ منورہ آگئے۔

اس دور میں مولانا حسین احمد مدنی عالم شباب میں مسجد نبوی میں پڑھاتے تھے اور مولانا محمد مدنی کو آپ سے بھی پڑھنے کا موقع ملا۔ مختصر المعانی اور دوسری کتابیں مولانا حسین احمد مدنی سے پڑھیں بلکہ انھوں نے مجھے بتایا کہ مولانا حسین احمد صاحب خاص طور پر ان کی دیکھ بھال فرماتے تھے۔ اس دور میں مولانا شیخ الہند محمود حسن صاحب بھی حرمین آئے تھے۔ شریف حسین نے ترکوں سے بغاوت کر دی تھی۔ شیخ الہند نے مدینہ منورہ میں قیام کے زمانہ میں مشکوٰۃ شریف کا درس دینا شروع کیا تھا، قاری، مولانا حسین احمد صاحب تھے اور دوسرے سامع تھے۔ ان میں مولانا محمد مدنی صاحب بھی تھے، اس طرح آپ کو شیخ الہندؒ کا تلمذ بھی حاصل ہوا اور جب ریشمی رومال کی تحریک شروع تھی تو مولانا محمد صاحب نے اپنے آپ کو حضرت شیخ الہندؒ کے سامنے پیش کیا کہ مولانا عبیداللہ صاحب سندھی کی طرف کابل میں لے جاؤں گا، اس کی حضرت شیخ الہند کے بعض رفقاء نے یہ کہہ کر مخالفت کی کہ یہ عمر کا چھوٹا ہے ہوسکتا ہے کہ ان سے راز ظاہر ہو جائے۔

بہرحال مولانا محمد صاحب مہاجر مدنی نے سات برس مدینہ منورہ میں اور تین برس مکہ مکرمہ میں

قیام فرمایا اور پھر مولانا حسین احمد صاحب کے کہنے پر براستہ بمبئی دارالعلوم دیوبند چلے گئے وہاں تین سال پڑھتے رہے۔ آپ کے ساتھیوں میں مولانا قاری محمد طیب صاحب حال مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا بدر عالم صاحب جامع فیض الباری، مفتی عتیق الرحمٰن صاحب اور دُوسرے اکابر شاگرد تھے، شیخ الحدیث مولانا انور شاہ کشمیری تھے۔ سالانہ امتحان میں مولانا محمد صاحب مدنی سندھی اول آئے اور مولانا بدر عالم دوم نمبر آئے۔ وہاں سے پھر مکہ مکرمہ واپس چلے گئے۔ اسی اثناء میں حکیم اجمل خاں سے بھی آپ کی علمی اور ادبی صحبتیں اور ملاقاتیں رہیں، کیونکہ حکیم صاحب عربی ادب کے بڑے دلدادہ تھے۔

مولانا مدنی مرحوم حرم مکہ میں سالہا سال پڑھاتے رہے۔ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب سندھی بھی حرم مکہ میں پہنچ چکے تھے۔ ان سے قرآن مجید کا ترجمہ مکمل پڑھا اور کئی ہزار اوراق پر نوٹ لکھے جو آپ کے ہاں محفوظ تھے۔ استاذ مولانا سندھی کے کہنے پر مکہ مکرمہ سے کراچی سندھ آئے اور یہاں ایک مدرسہ کھولا جس کو انگریزی حکومت نے بند کر دیا اور آپ کی کچھ کتابوں پر بندش بھی پڑی۔ اس کے بعد آپ سندھ مدرسۃ الاسلام میں عربی اور اسلامیات کے اُستاذ مقرر ہوئے جہاں آپ سے بیسیوں شاگردوں نے فیض حاصل کیا۔

مولانا مرحوم نے تالیف وتصنیف کا مشغلہ بھی جاری رکھا۔ قرآن مجید کا سندھی ترجمہ لکھا جو کئی بار چھپ چکا ہے۔ مولانا موصوف عربی ادب اور میراث کے ماہر تھے، میراث میں دو رسالے ایک عربی اور دوسرا اردو میں لکھے۔ دونوں چھپ چکے ہیں۔ قرآن مجید کی ایک ضخیم لغت بھی لکھی تھی جو چھپ نہ سکی۔

آپ پچاسی سال کی عمر میں ۶ر محرم ۱۳۹۹ھ مطابق ۷ر دسمبر ۱۹۷۸ء کو کراچی میں رحلت فرما گئے۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

بارگاہ الٰہی میں التجا ہے کہ اللہ پاک، مرحوم کو حظیرۃ القدس کی رفاقت نصیب فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔